وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور اچھے اچھے
کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً (خدا کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابو جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان مدظلہ

ناشر منیجر مکتبۃ السبطین ۲۹۶ / ۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد
فی
شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر فرقہ ہائے اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کو عقل و نقل اور علوم قدیمہ اور جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

SIBTAIN.COM

مؤلفہ صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمۃ

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

۲۹۶ - بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ثنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا
فون 71868

باب الاعتقاد في الظالمين

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا فيهم انهم ملعونون والبراءة منهم واجبة قال الله عزوجل وما للظالمين من انصار وقال الله تعالى ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا اولئك يعرضون على ربهم ويقول الاشهاد هؤلاء الذين

اڑتیسواں (۳۸) باب ظالم لوگوں کے بارے میں اعتقاد

جناب شیخ ابوجعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ظالموں کے متعلق ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ ملعون اور رحمت خداوندی سے دور ہیں۔ ان سے بیزاری اختیار کرنا واجب ہے۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ ظالموں کے لئے روز قیامت کوئی ناصر و مددگار نہ ہوگا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ جو شخص خدا پر جھوٹ بولے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ یہ لوگ جب خدا کے دربار میں پیش کئے جائیں گے۔ تو گواہ کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے

والله العالم وعلمه اکمل واتم

"قل یا ایها الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اهتدی فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها وما انا علیکم بوکیل۔"

SIBTAIN.COM

اڑتیسواں باب ظالموں کے متعلق عقیدہ کا بیان

اس باب میں حضرت مصنف علامؒ نے چند امور ذکر کئے ہیں۔ (۱) ظالمین اور آئمہ طاہرینؑ کے معاندین سے بیزاری اختیار کرنا۔ (۲) منکرین امامت آئمہؑ کا انجام (۳) امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا حشر۔ (۴) جناب سیدہ عالم کی تمام زنان عالم پر فضیلت (۵) قاتلین انبیاءؑ و آئمہؑ کا کفر۔ ہم ذیل میں ان تمام مسائل پر اور بعض دوسرے متفرقہ مباحث پر حسب گنجائش کسی قدر تفصیل سے تبصرہ کرتے ہیں۔

حق و باطل کی باہمی معرکہ آرائی

حق و باطل کی معرکہ آرائی اور زور آزمائی ابتدائے آفرینش کائنات سے جاری و ساری ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

اور آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ ولا یزالون مختلفین الی یوم القیامۃ۔ دنیا میں ہر شے، ہر حقیقت اور ہر نظریہ کی ضد موجود ہے۔ جب یزدان و رحمٰن کے مقابلے میں اہرمن و شیطان کھڑا ہو گیا تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔ ہر خیر کے ساتھ شر اور ہر حقیقت کے ساتھ اس کی ضد موجود ہے۔

لكن بواطء ربهم الا لعنة الله على الظالمين الذين يصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا وهم بالآخرة هم كافرون قال ابن عباس في تفسير هذه الآية ان سبيل الله فيهذه المواضع علي ابن ابي طالب والائمة في كتاب الله عز وجل

پروردگار پر جھوٹ بولا کرتے تھے خبردار! ان ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جنہوں نے خدا کی راہ سے بندوں کو روک کر اس میں کجی ڈالنے کی کوشش کی اور یہی لوگ آخرت کے منکر ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہاں "سبیل خداوندی" سے مراد حضرت امیرالمومنینؑ علیؑ بن ابی طالبؑ اور دوسرے آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں۔ خدائے عزوجل کی کتاب میں

اہل کے مقابلے کے لیے قابیل، موسیٰؑ کے لیے فرعون، اور محمد مصطفیٰؐ کے خلاف ابوجہل، ابوسفیان اور مسیلمہ کذاب وغیرہ موجود ہیں۔ اسی طرح حقیقی خلافت و امامت کے خلاف مصنوعی خلافت و حکومت موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اندر جتنے خون خرابے اور فتنے فساد اسی اختلاف کی وجہ سے ہوئے۔ اتنے اور کسی وجہ سے نہیں ہوئے۔ حقیقت نے ہمیشہ کذب کو ماننے سے انکار کیا۔ خواہ اس کے سر پر کتنے ہی آرے چلے۔ اور کذب نے حکومت کی آڑ میں کوئی ایسا ظلم نہیں تھا جو حق اور اہل حق پر نہ کیا ہو۔ اسی تنازعے نے اسلام کے فقہ و نظام پر بھی بہت بڑا اثر ڈالا۔ اور یہی اختلاف تمام اختلافات اور فقہ اسلام کے احکام میں ترمیم و تنسیخ کا باعث بنا۔ جن لوگوں کو آنحضرتؐ کے انتقال پُرملال کے بعد اقتدار حاصل ہو گیا تھا۔ انہوں نے اسلامی امامت کو یونانی حکومت کے سانچے میں ڈھال دیا۔ اور اس تبدیلی کے لیے انہیں وہ تمام تعریفات جن پر حقیقی امامت مبنی تھی۔ بدلنی پڑیں اور ان کے بدلنے کے ساتھ اسلام بدل گیا۔ غرض کہ بقول صاحب ملل ونحل امامت کا اختلاف امت اسلامیہ میں سب سے بڑا اختلاف ہے اور مذہب تشیع و تسنن کا بنیادی نقطۂ اختلاف بھی یہی تنازعہ ہے (فلسفۂ اسلام)

امت اسلامیہ میں امامت کے دو سلسلے موجود ہیں۔ ایک وہ سلسلہ جلیلہ ہے جو حضرت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالبؑ سے شروع ہو کر بارھویں امام مہدی دوران صاحب العصر والزمان حضرت حجۃ بن الحسنؑ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور دوسرا سلسلہ جناب ابوبکر سے شروع ہو کر نہ معلوم مروان الحمار اموی یا معتصم عباسی یا کسی اور پر جا کر منتہی ہوتا ہے! (جس کا کچھ علم ان کی خلافت کے علمبرداروں کو بھی نہیں) ہے[1]

---

[1] تفصیلات معلوم کرنے کے شائقین ہماری کتاب اثبات الامامت کی طرف رجوع کریں۔ (منہ عفی عنہ)

اماماں امام الھدیٰ و امام الضلالۃ قال اللہ تعالیٰ وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا و قال اللہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیٰمۃ لاینصرون واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیٰمۃ ھم من المقبوحین فلما نزلت ھذہ الآیۃ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ

دو قسم کے اماموں کا ذکر آیا ہے۔ ایک امام ہدایت۔ دوسرا امام ضلالت۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے ہم نے انہیں ایسا امام بنایا ہے کہ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ نیز (آئمہ ضلالت کی مذمت میں) خدا فرماتا ہے۔ ہم نے انہیں ایسا امام پیدا کیا ہے جو دوزخ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ قیامت کے روز ان کی امداد نہ کی جائے گی اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا رکھی ہے۔ اور بروز قیامت ان کا شمار ذلیل و خوار لوگوں میں ہوگا۔ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ "اس فتنہ سے ڈرو! جو صرف انہی لوگوں کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں بلکہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا)

خلافت علیؑ کا اجمالی بیان

حضرات شیعہ خیر البریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب سرور کائناتؐ منشاء الٰہیہ کے مطابق حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس خلافت کا اعلان دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر کیا۔ (مسند احمد بن حنبل وغیرہ) اور آخر میں غدیر خم کے مقام پر علی الاعلان آنجناب کو اپنا خلیفہ بلافصل مقرر فرمایا اور ولی عہدی کی رسم ادا فرمائی۔ اور اس درمیانی عرصہ میں بھی آنحضرتؐ برابر حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب اور ان کی تقرری کا تذکرہ فرماتے رہے۔ اور باقی گیارہ آئمہ طاہرینؑ کی بھی مع نام و نسب تصریح فرما دی۔ (جیسا کہ [illegible] کے ذیل میں اس مطلب پر قبل ازیں تبصرہ کیا جا چکا ہے۔) آنحضرتؐ نے اپنے اس اسوۂ حسنہ سے واضح کر دیا کہ خلافت بالنص ہوتی ہے نہ بالاجماع وغیرہ۔ مگر افسوس حسب پروگرام قدیم ابناء دنیا نے ان وارثانِ زمین کو آنحضرتؐ کی ظاہری مسند خلافت پر متمکن نہ ہونے دیا اور زمام حکومت ایسے ہاتھوں میں دے دی جو کسی طرح بھی اس منصب الٰہیہ کے اہل نہ تھے۔ لہٰذا ان آئمہ طاہرینؑ کی موجودگی میں جن لوگوں نے ظاہری خلافت و حکومت پر قبضہ کیا۔ ان کا یہ قبضہ حضرت علیؑ اور اولاد علی علیہم السلام کی نگاہ میں غاصبانہ و ظالمانہ تھا۔ (والحق مع علیؑ و علیؑ مع الحق) جیسا کہ یہ امر حضرت امیر المومنینؑ کے متعدد خطبات و ارشادات اور دوسرے آئمہ طاہرینؑ کے فرمودات سے واضح و عیاں ہے۔ مثلاً خطبہ شقشقیہ میں آپ فرماتے ہیں۔ لقد تقمصھا فلان وھو یعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر۔ فلاں (یعنی خلیفہ اول) نے قمیص خلافت کو زیب تن کر لیا۔ حالانکہ اسے علم تھا کہ مجھے خلافت سے وہی تعلق ہے جو قطب آسیا کو آسیا سے ہوتا ہے (میں اس بلند مقام پر فائز ہوں کہ) مجھ سے علم و معرفت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور مجھ تک پرندہ بھی پر مار کر نہیں پہنچ سکتا۔ (نہج البلاغہ ص۲۵ ج۱ طبع مصر)

SIBTAIN.COM

قال النبیؐ من ظلم علیاً مقعدی هذا بعد وفاتی فکانما جحد نبوتی ونبوۃ الانبیاء من قبلی ومن تولی ظالما فھو ظالم قال اللہ عز وجل ثناءہ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا آبائکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون وقال عز وجل یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتولوا قوما غضب اللہ علیھم قد یئسوا من الآخرۃ کما

تو اس کی تفسیر میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری وفات کے بعد میرے مقام خلافت کے متعلق علی بن ابی طالبؑ پر ظلم کرے گا تو گویا اس نے میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا اور جو شخص کسی ظالم سے جانبداری و قائم کرے وہ خود بھی ظالم ہے (اس سلسلہ میں) خدا فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنے ان باپ بھائیوں سے محبت اور دوستی نہ رکھو جو ایمان کے مقابلے میں کفر کو ترجیح دیتے ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ بھی انہی ظالموں میں سے ہوگا۔ نیز خدا فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اس گروہ سے محبت نہ کرو جس پر خدا غضب ناک ہے۔ وہ آخرت سے اس طرح مایوس ہیں جس طرح

ائمہ اہل بیتؑ اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت

نہج البلاغہ میں ایک مکتوب ہے جو آپؑ نے معاویہ کے خط کے جواب میں ارسال فرمایا، خلافت ثلاثہ کی ناپسندیدگی کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔ واما اکراھی ثملا احتذر الی الناس من ذلک یعنی باقی رہا میرا ان لوگوں کی خلافت کو ناپسند کرنا سو میں اس کی معذرت خواہی لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتا۔ (آپ کا یہ خط العقد الفرید جلد ۳ صفحہ میں بھی مذکور ہے) خلیفہ دوم کی وفات کے بعد جب مجلس شوریٰ میں عبدالرحمٰن بن عوف نے کتاب خدا سنت مصطفےٰؐ کے ساتھ ساتھ سیرت شیخین پر عمل کرنے کی شرط پر زمام خلافت جناب امیرؑ کے حوالہ کرنا چاہی تو جناب امیرؑ نے تخت حکومت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا مگر سیرت شیخین پر عمل کرنے کی شرط کو قبول نہیں فرمایا (الامامۃ والسیاسۃ ص۔ شرح فقہ اکبر ص۔ وغیرہ) اس واقعہ سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ آنجنابؑ خلافت شیخین کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ بہرحال ان حقائق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ان لوگوں کو غاصب و جابر سمجھنا ایسا واضح تھا کہ خود ان لوگوں کو بھی اس حقیقت کا اعتراف تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ خلیفہ ثانی نے حضرت امیرؑ اور جناب عباسؓ کو خطاب کر کے کہا۔ واتیمانی کاذباً آثماً۔ غادراً۔ خائناً۔ تم دونوں مجھے جھوٹا، گنہگار، غدار اور خیانت کار سمجھتے ہو۔ بلکہ جو شخص مجھ سے بہتر تھا۔ (خلیفہ اول) تم دونوں اسے بھی ہمیشہ کاذب، آثم، خائن اور غادر سمجھتے رہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ طبع دہلی) حضرت امیرؑ اور جناب عباسؓ کے سکوت نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ کہ واقعاً وہ ان لوگوں کو ایسا ہی سمجھتے

يئس الكفار من اصحاب القبور و
قال عز وجل لا تجد قوما يؤمنون
بالله واليوم الآخر يوادون من
حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم
او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم
اولئك كتب في قلوبهم الايمان
وقال الله تعالى ومن يتولهم منكم
فانه منهم ان الله لا يهدي القوم
الظالمين وقال عز وجل ولا
تركنوا الى الذين ظلموا
فتمسكم النار وما لكم من دون الله
من اولياء ثم لا تنصرون. الظلم وضع
الشئ في غير موضعه فمن ادعى

جس طرح کہ کافر لوگ قبروں کے مردوں سے مایوس ہیں۔ نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو لوگ خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم ان کو دشمنان خدا و رسولؐ سے محبت کرتے ہوئے نہیں پاؤ گے۔ خواہ وہ ان کے باپ دادا یا بیٹے یا بھائی یا اپنے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ اس لئے ہے کہ خدا نے ان کے دلوں میں ایمان راسخ کر دیا ہے۔ نیز خدا فرماتا ہے اور تم میں سے جو شخص ان ظالموں سے دوستی رکھے گا۔ وہ بھی انہیں میں شمار ہوگا۔ بے شک خداوند عالم ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ (اسی سلسلہ میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں بھی آتش دوزخ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور خدا کے سوا تمہارا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ لغت میں کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر نہ رکھنے کا نام ظلم ہے۔ پس جو شخص امامت کا دعویٰ کرے

تھے۔ ان حقائق کو ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب اثبات الامامۃ میں ذکر کیا ہے۔ شائقین تفصیل اس کی طرف رجوع کریں۔ یہاں فقط اشارہ مقصود ہے۔ مگر زمانہ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ادھر حضرت امیرؑ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ پڑھنے میں مشغول رہے ادھر آنجنابؑ کا حق غصب ہوتا رہا۔ (العلی و الفضل وغیرہ) عرفی نے خوب کہا ہے ؎

اماٹے کہ روز وفات پیمبرؐ ۔ خلافت گذارد بماتم نشیند

برأت و بیزاری کا عقلی و نقلی ثبوت

بنا بریں چونکہ ہر معاملہ و مسئلہ میں حق اہل بیت رسولؐ کے ساتھ ہے۔ لہٰذا ان کی اقتداء و اتباع اور ان سے محبت و مودت رکھنا بنص قرآن واجب و لازم ہے اور یہ امر اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک ان کے مخالفین و معاندین سے علیحدگی و بیزاری اختیار نہ کی جائے۔ جس طرح کہ توحید و رسالت کا اقرار و اعتقاد اس وقت تک کامل نہیں ہوتا۔ جب تک خدا و رسولؐ کے بالمقابل جھوٹے مدعیان ربوبیت و رسالت کا انکار کر کے ان سے بیزاری اختیار نہ کی جائے۔ اور یہی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ علی ولی اللّٰہ کا مفاد و ماحصل ہے۔ اور یہ نظریہ فطرت سلیمہ کے عین مطابق ہے۔ اور چونکہ دین اسلام فطری دین ہے۔ بلکہ یہی امر اس دین کا دیگر ادیان عالم کے بالمقابل

الامامة وهو غير امام فهو الظالم الملعون ومن وضع الامامة في غير اهلها فهو ظالم ملعون وقال النبي من جحد عليا امامته بعدي فقد جحد نبوتي ومن جحد نبوتي فقد جحد الله ربوبيته وقال النبي يا علي انت المظلوم بعدي ومن ظلمك فقد ظلمني ومن انصفك فقد انصفني ومن جحدك فقد جحدني ومن والاك فقد والاني ومن عاداك فقد عاداني ومن اطاعك فقد اطاعني ومن عصاك فقد عصاني واعتقادنا

حالانکہ وہ امام نہ ہو تو وہ ظالم اور ملعون ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی ظالم و ملعون ہے۔ جو نااہل لوگوں کی امامت کا قائل ہو۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص میرے بعد حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا انکار کرے گا وہ ایسا ہے گویا اس نے میری نبوت و رسالت کا انکار کیا اور جو اس نے گویا خدا کی ربوبیت کا انکار کیا۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ میرے بعد تم پر ظلم و ستم کیا جائے گا۔ یاد رکھو جو شخص تم پر ظلم کرے گا۔ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور جو تم سے انصاف کرے گا وہ مجھ سے انصاف کرے گا۔ جو تمہارا منکر ہوگا وہ میرا منکر ہوگا جو تم سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو تم سے دشمنی کرے گا وہ میرا دشمن ہوگا جو تمہاری اطاعت کرے گا وہ میرا اطاعت گزار ہوگا۔ اور جو تمہارا نافرمان ہوگا وہ میرا نافرمان ہوگا۔ ہمارا عقیدہ

SIBTAIN.COM

فطرت نے امتیاز و مابہ کمال ہے۔ کہ یہ دین فطرت ہے۔ عقل سلیم و طبع مستقیم کے عین مطابق ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا جیسا کہ اس مطلب پر بعض سابقہ ابواب میں مفصل تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے دین اسلام نے اس مسئلہ پر بہت زور دیا ہے۔ ارباب عقل و دانش پر مخفی نہیں ہے۔ کہ عقل سلیم کا یہ فیصلہ ناقابل انکار ہے۔ کہ سچا و جھوٹا، عالم و جاہل، مومن و منافق، مسلم و کافر، ظالم و مظلوم، مکار و عیار اور متقی و پرہیزگار۔ غرض کہ نیک و بد نبی و متنبی، امام اہل جنت و امام اہل نار دونوں مساوی و برابر نہیں ہو سکتے۔ عقل سلیم کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ سچے سے دوستی اور جھوٹے سے بیزاری، عالم سے الفت اور جاہل سے نفرت، مسلم و مومن سے محبت اور منافق و کافر سے عداوت۔ مظلوم سے ہمدردی اور ظالم سے برأت۔ مکار سے کنارہ کشی اور پرہیزگار سے راہ و رسم رکھنا سچے نبی و امام سے تولا اور ان کی اتباع و اقتدا، اور جھوٹے مدعیان نبوت و امامت سے بغض و عداوت اور ان سے تبرا یعنی علیحدگی و بیزاری اختیار کرنا واجب و لازم ہے۔ کوئی ذوق سلیم و عقل مستقیم رکھنے والا انسان خواہ جس مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو۔ بشرطیکہ تعصب و عناد نے اس کی عقل و فکر کو شل نہ کر دیا ہو وہ بفضلہ تعالیٰ مذکورہ بالا حقائق میں ہرگز کسی قسم کا شک و شبہ نہ کر سکتے۔

فيمن جحد امامة امير المومنين علیؑ بن ابی طالبؑ والائمةؑ من بعده؟ انه كمن جحد نبوة جميع الانبياء واعتقادنا فيمن اقر بامير المؤمنينؑ وانكر واحدا من بعده من الائمةؑ انه بمنزلة من اقر بجميع الانبياء وانكر نبوة نبينا محمدؐ وقال الصادقؑ المنكر لآخرنا كالمنكر لاولنا وقال النبیؐ والائمة من بعدی اثنا عشر اولهم امير المؤمنينؑ علی بن ابی طالبؑ وآخرهم المهدی القائمؑ طاعتهم طاعتی

اس شخص کے متعلق جو حضرت امیرؑ اور دیگر آئمہ طاہرینؑ کی امامت وخلافت کا منکر ہے یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کی مانند ہے کہ جس نے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو اور جو شخص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کا تو قائل ہو۔ مگر دوسرے گیارہ اماموں میں سے کسی ایک کی امامت کا منکر ہو، تو اس کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ایسا شخص اس آدمی کی مانند ہے جو تمام انبیاء و سلف کی نبوت کا اقرار تو کرتا ہو۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰؐ کی نبوت کا منکر ہو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص ہمارے آخری امامؑ کا انکار کرے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے ہمارے پہلے امام کا انکار کر دیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے بعد میری مسند خلافت کے وارث) بارہ امام ہونگے۔ ان میں سے پہلے حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ اور آخری حضرت "مہدی" قائم ہونگے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت

صحیح اسلامی تعلیمات کا حامل ہے۔ وہ بحمدہ تعالیٰ مذہب شیعہ خیر البریہ ہی ہے۔ اس لئے اس میں "تولیٰ" و "تبرا" کو جزو مذہب قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ نظریہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ ارشاد قدرت ہے لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المومنین (سورۃ آل عمران پ ۳) یعنی اہل ایمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (سورۃ ممتحنہ پ ۲۸) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ خداوند عالم حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرماتا ہے کہ فلما تبین له انه عدو لله تبرأ منه (سورہ پ ۱۱) جب ان کو علم ہوا کہ ان کا چچا آذر دشمن خدا ہے۔ انہوں نے فوراً اس سے بیزاری و علیحدگی اختیار کر لی۔ خدا ان کی مدح فرماتا ہے۔ ان ابراهيم لاواه حليم۔ یہ ہے تبرا و تولیٰ کی اصل حقیقت جسے صحیح تسلیم کرنے میں ہرگز کوئی عقل سلیم انکار نہیں کرتی۔ مگر فتنہ پرداز علماء نے اس مسئلہ کو ہمارے خلاف عوام الناس میں کچھ اس طرح غلط انداز میں پیش کیا ہے کہ ان کے اذہان میں راسخ کر دیا ہے کہ تبرا کا مفہوم اصحاب رسولؐ کو سب و شتم کرنا ہے۔ حالانکہ ارباب علم و بصیرت جانتے ہیں کہ لغت عرب میں تبرا کا مفہوم ہے۔ بیزار شدن یعنی کسی سے علیحدگی و بیزاری اختیار کرنا ہے اور

ومعصیتهم معصیتی ومن انکر واحداً منهم فقد انکرنی و قال الصادقؑ من شك فی کفر اعدائنا والظالمین لنا فهو کافر وقال امیر المؤمنینؑ ما زلت مظلوماً منذ ولدتنی امی حتی ان عقیلاً کان یصیبه الرمد فیقول لا تذرونی حتی تذروا علیاً فیذرونی وما بی رمد واعتقادنا فیمن قاتل علیاً قوله من قاتل علیاً فقد قاتلنی ومن حارب علیاً فقد حاربنی ومن حاربنی فقد حارب الله وقوله لعلیٍ وفاطمةؑ

اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے جو شخص ان میں سے کسی ایک کی امامت کا انکار کرے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے میری نبوت کا انکار کیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں جو شخص ہمارے دشمنوں اور جنہوں نے ہم پر ظلم کئے ہیں کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں میری ابتدائے ولادت سے برابر مجھ پر ظلم ہوتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب عقیلؑ کی آنکھوں میں درد ہوتا تھا تو وہ کہتے پہلے علیؑ کی آنکھ میں دوا ڈالو۔ تب میں ڈلواؤں گا اس وقت میری آنکھوں میں دوا ڈال دی جاتی تھی حالانکہ میری آنکھوں میں قطعاً کوئی درد نہ ہوتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والوں کے متعلق ہمارا عقیدہ پیغمبرؐ کے اس ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ جو جناب علیؑ سے جنگ کرے وہ مجھ سے جنگ کرتا ہے اور مجھ سے لڑائی کرنے والا خدا سے لڑنے والا ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ جناب امیر المومنینؑ۔ حضرت فاطمہؑ۔

SIBTAIN.COM

سب وشتم کا مفہوم ہے دشنام دادن یعنی کسی کو گالی دینا و چیزها بری لعیبه - این هذا من ذالك

مذہب شیعہ میں کسی کو گالی دینا جائز نہیں

ہم تو بموجب ارشاد رب العزت ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدواً بغیر علم۔ کفار و مشرکین کو بھی سب وشتم کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ چہ جائیکہ مقتدا ہائے اسلام کو سب وشتم کریں؟ ہاں لعنت جس کے معنی رحمت خداوندی سے دوری کے ہیں، اور تبرا جس کے معنی بیزاری اختیار کرنے کے ہیں۔ یہ اور چیز ہے۔ جس کا جواز قرآن و حدیث اور اکابر اہلسنت کے عمل سے ثابت ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ کوئی شخص اس وقت تک درجۂ ایمان پر فائز نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ بانی اسلام ختم رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو خدا کے بعد ہر شئی سے حتیٰ کہ اپنی جان و اولاد سے زیادہ عزیز و محبوب نہ سمجھتا ہو۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔ النبیؐ اولیٰ بالمومنین من انفسہم۔ اور خود آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من ولده ووالده ونفسه والناس اجمعین

والحسن والحسین علیہم السلام انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم واما فاطمۃ صلوات اللہ وسلامہ علیہا فاعتقد انہا سیدۃ نساء العالمین من الاولین والآخرین وان اللہ عز وجل یغضب لغضبہا ویرضی لرضاہا لان اللہ فطمہا وولدہا من النار وانہا خرجت من الدنیا ساخطۃ علی ظالمیہا وغاصبی حقہا ومن نفی من ابیہا ارثہا وقال النبی ان فاطمۃ بضعۃ منی من آذاہا فقد آذانی ومن غاظہا فقد غاظنی ومن

[illegible]

[illegible]

الی وان کان ... حبیبہ ۔ حبیب الی قلبی حبیب حبیبی

مذہب شیعہ میں محبت اصحاب جزو ایمان

ہے جیسا کہ ... کس طرح ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم کے محبوب بھی ہوں ... اور پھر کوئی شخص مومن کہلا سکے؟ صحابہ کرام کی چند وجوہ سے محبت لازم ہے۔ ایک اس لئے کہ وہ مومن ہیں و کل مؤمن اخوۃ۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔ مومن کی محبت مومن پر واجب و لازم ہے۔ صحابہ کرام کی محبت مومن کا پہلا فریضہ ہے۔ دوسرے اس لئے کہ صحابہ کرام اسلام کے ... ناصر ہیں۔ ظاہر ہے کہ اپنے ... کی محبت فطرتاً لازم ہے۔ سوم اس لئے کہ صحابہ کرام بوجہ جہاد فی سبیل اللہ محبوب خدا ہیں۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ۔ ... محبوب کی محبت

سترها فقد سترني وقال النبي	...جس نے اس کی ستر پوشی کی اس نے میری ستر پوشی کی، فاطمہ میرا
ان فاطمة بضعة مني و	ٹکڑا ہے اور وہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں
هي روحي التي بين جنبي	کے درمیان ہے جو چیز اس کو بری لگتی ہے وہ مجھے بری لگتی
يسوءني ما ساءها و	ہے اور جو چیز اس کو اچھی لگتی ہے وہ مجھے بھی اچھی لگتی ہے
يسرني ما سرها واعتقادنا	...اور ہمارا

لازم ہے، چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ اصحاب رسول متبعان رسول ہیں اور اتباع کرنے والے محبوب خدا ہیں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ واضح ہے کہ محبوب خدا کی محبت ہر ایک بندہ پر جو خدا سے محبت رکھتا ہو واجب و متحتم ہے۔ ان دلائل سے واضح ہوا کہ بیشک اصحاب رسول ہیں ان کی محبت جزو ایمان ہے اور ان کی محبت کے بغیر کوئی شخص درجۂ ایمان پر فائز نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے کہا گیا۔ چنانچہ رسالہ اعتقادیہ ابن بابویہ قمی فرماتے ہیں

ونعتقد وجوب محبة اصحاب الرسول الذين ... على ... ولم يغيروا ولا بدلوا بعده ... وما هم ... یعنی ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان اصحاب رسول کی محبت واجب ہے جو آنحضرت کی صحابیت پر قائم رہے اور ان کی ذات کے بعد ان کے احکام و ... کی مخالفت نہ کی ... ایمان ہے، وہ محبت اصحاب رسول ... امام زین العابدین علیہ السلام کے صحیفۂ کاملہ میں ایک دعا مخصوص اصحاب رسول کے لئے موجود ہے اس دعا کا جزو یہ ہے۔ وکان من دعائه علیه السلام فی الصلوة علی اتباع الرسل ومصدقیهم اس دعا میں آپ فرماتے ہیں اللهم واصحاب محمد صلی الله علیه وآله وسلم خاصة الذين احسنوا الصحبة والذين ابلوا البلاء الحسن في نصره وكانفوه واسرعوا الى وفادته وسابقوا الى دعوته یعنی خداوندا خاص کر حضرت رسول کے ان صحابہ کرام کو ... جنہوں نے آپ کا اچھا ساتھ دیا اور آپ کی نصرت میں خوب جہاد کیا، اور جنہوں نے ... معاونت کی، اور ان کی دعوت قبول کرنے میں سبقت کی۔

ظاہر ہے کہ حضرت شیعہ ... کی محبت کے ... کی ... و ... بیان کئے ہیں اور ان کا ... جاتے ہیں ... صحابہ کرام کے لئے ... ہوں کرتے ہیں۔ اللهم اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ... یہ کہنا کہ شیعہ اصحاب رسول سے دشمنی کرتے ہیں اور ان کو سب و شتم کرتے ہیں افترا پردازی و بہتان تراشی کرنا ہے، یا وہ شیعوں کے عقائد و اعمال سے ناواقف ہے ...

في البحار انهاواجبٌ من الاوثان الاربعة يغوث ويعوق ونسر وهبل ومن الانداد الاربعة

براءت کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ چار بتوں سے برأت واجب ہے اور وہ یہ ہیں یغوث یعوق نسر اور ہبل۔ اسی طرح ان چار اصنام سے بھی بیزاری لازم ہے۔ جنھیں خدا کا شریک سمجھا جاتا ہے۔

صحابۂ رسولؐ میں ہر قسم کے لوگ موجود تھے

اور چونکہ کتب سیر و تواریخ بلکہ خود قرآن کریم اور احادیث سید المرسلین سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رسولؐ میں کچھ قاتل کچھ مقتول کچھ ظالم کچھ مظلوم کچھ عادل اور کچھ غیر عادل کچھ مومن کچھ منافق کچھ ثابت و مستقیم اور کچھ مذبذب و مرتاب غرض کہ اصحاب رسولؐ میں ہر قسم و قماش کے لوگ موجود تھے۔ خلاصہ یہ کہ شیعہ مذہب اس بات کا قائل ہے کہ ان مختلف طبقات کو ایک لحاظ سے دیکھنا اور سب کو عادل، اور سب کو کالنجوم قرار دینا۔ سب سے یکساں محبت و مودت کرنا سب کو اپنا پیر و مرشد جاننا عقل سلیم و دین مستقیم پر ظلم عظیم اور قواعد شرعیہ پر جور جسیم ہے۔ بقول جامی

ہر کہ روئے بہبود نداشت ۔ دیدن روئے نبی سود نداشت

بعض منصف مزاج علماء اہل سنت کو بھی بدل نخواستہ ان حقائق کا اقرار کرنا پڑا ہے چنانچہ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں تحریر فرماتے ہیں۔ ان ما وقع بین الصحابة من المحاربات والمشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنة الثقات یدل بظاهره علی ان بعضهم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث علیه الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملك والریاسة والمیل الی اللذات والشهوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبیؐ بالخیر موسوما (شرح مقاصد ج ۲ صفحہ ...) یعنی صحابہ میں جو جنگ و جدال اور مشاجرات واقع ہوئے۔ جیسا کہ کتب تواریخ میں درج ہیں اور ثقہ حضرات کی زبانوں پر مذکور ہیں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ راہ راست سے منحرف ہو گئے اور ظلم و جور اور فسق و فجور کی حد تک پہنچ گئے اور ان امور کا سبب باہمی کینہ و عناد اور حسد و لداد، طلب ملک و ریاست اور لذات و شہوات کی طرف میلان تھا اس لئے کہ ہر صحابی معصوم نہیں ہوتا۔ اور ہر وہ شخص جس کو آنحضرتؐ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے وہ خیر و خوبی کے ساتھ موسوم نہیں ہوتا۔ اسے کہتے ہیں۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیث دیگراں

حدیث اصحابی کالنجوم وضعی ہے

انہی حقائق سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حدیث جو برادران اسلامی کے ہاں بہت مشہور ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم۔ بالکل جعلی و وضعی ہے۔ اور رُبَّ شہرةٍ لا اصل لہا کا مصداق ہے۔ کیونکہ ہر صحابی کی اقتدا باعث رشد و فلاح نہیں ہو سکتی چنانچہ

اللات والعزّٰی ومنات وشعریٰ ومن عبدھم ومن جمیع اشیاعھم واتباعھم وانھم شرخلق اللہ وان

اور یہ بھی لات، منات، عزّیٰ اور شعریٰ نیز ان لوگوں سے بھی برات وبیزاری اختیار کرنا واجب ہے جو ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے ہم پیالہ ہم نوالہ ہیں اور جو ان کے فرمانبردار ہیں۔ یہ اعتقاد بھی ضروری ہے کہ مذکورہ بالا لوگ بدترین خلائق ہیں۔

بعض علمائے اہل سنت نے بھی اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے۔ ھذا الحدیث ضعیف ضعفہ آئمۃ الحدیث۔ یہ حدیث ضعیف ہے آئمہ حدیث نے اس کی تضعیف کی ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے رسالہ تحفۃ الاخیار میں متعدد جید علماء کے حوالے سے اس کا ضعیف بلکہ موضوع ہونا ثابت کیا ہے لکھتے ہیں "جزم ابن حزم بانہ موضوع (فی رسالۃ الکبریٰ) وقال البزار لا یصح ..... وقال الذہبی ھی من الاحادیث الواھیۃ۔ ابن حزم نے جزم ویقین کے ساتھ اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور بزار نے کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے اور ذہبی نے کہا یہ احادیث واہیہ میں سے ہے اگر بالفرض اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو ماننا پڑے گا کہ اس سے مراد حضرت امیر المومنینؑ اور حضرات امام حسنؑ وحسینؑ اور دیگر آئمہ اہل بیتؑ ہیں۔ جو کہ شرف صحبت کے ساتھ ساتھ شرف قرابت سے بھی مشرف وممتاز ہیں۔ اور درجہ عصمت وطہارت پر فائز ہیں۔ اور نص آیت مودت ان کی مودت واجب ولازم ہے (اس پر ہم نے مفصل بحث اپنی کتاب تنقیحات الفریقین فی حدیث الثقلین میں کی ہے) اسی لئے علامہ تفتازانی نے یہاں تک کہہ دیا ہے و لجزم بالعدالۃ یختص بمن اشتھر بطول الصحبۃ مع طریق التبع والاخذ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والباقون کسائر الناس فیھم عدول وغیر عدول الخ یعنی صرف انہی صحابہ کی عدالت کا یقین کیا جا سکتا ہے۔ جو طول صحبت رسولؐ میں مشہور ہیں۔ اور اس دوران میں آپ کا اتباع اور آپ سے کسب فضائل کرتے رہے ہیں۔ باقی صحابہ ایسے ہیں جیسے عام لوگ کہ ان میں کچھ عادل ہیں۔ اور کچھ غیر عادل مزید برآں یہ بیان حقیقت ترجمان سے "الصحابۃ کلھم عدول" والے نظریہ کا بطلان بھی واضح وعیاں ہو جاتا ہے۔ تفصیل کے شائقین سنی اہل قلم جناب حافظ محمد بہادر صاحب دہلوی کی کتاب "صحابیت" کا مطالعہ فرمائیں۔ ان حقائق سے معلوم ہو گیا کہ صحابہ میں ہر قسم کے لوگ تھے اور یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ عالم وجاہل۔ ظالم ومظلوم۔ عادل وفاسق۔ صالح، طالح برابر نہیں ہو سکتے۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون۔ اسی لئے مذہب شیعہ سب کو برابر نہیں سمجھ سکتا۔ اصحاب رسولؐ میں سے جو لوگ آنحضرتؐ کی اتباع میں پورے اترے اور آپ کے انتقال کے بعد رشد وہدایت کا مرکز اہل بیت نبوی کو قرار دیا ...

لا یتم الاقرار باللّٰہ و برسولہ وبالائمۃ المعصومین الا بالبرائۃ من اعدائہم واعتقادنا	خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت اور آئمہؑ کی امامت کا اقرار اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے مکمل برائت و بیزاری اختیار نہ کی جائے

اختیار کر کے اجرِ رسالت ادا کیا۔ ہم ایسے اصحاب کی خاک پا کو اپنے لئے توتیائے چشم بنانے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جنہوں نے آپ کی کامل اتباع نہ کی۔ اور آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد مرکز رشد و ہدایت سے علیحدہ ہو گئے۔ ودائع نبوت کو ضائع کر دیا۔ آلِ محمدؐ کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا۔ ان پر ظلم و ستم کئے۔ ہم ان سے بیزاری کو واجب و لازم سمجھتے ہیں۔

ان کان ذنبی حب آل محمدؐ ۔ فذلک ذنب لست منہ اتوب

منکرین امامت آئمہ اطہار کا انجام

اس سلسلہ میں حضرت مصنف علامؒ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے کہ آئمہ اہل بیتؑ کی امامت کا منکر گویا تمام انبیاء کی نبوت کا منکر ہے۔ یہ امر دلائل عقلیہ و نقلیہ کی روشنی میں واضح ہے۔ بعض سابقہ ابواب میں اس امر پر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ کہ خداوند عالم نے انبیاء کو اس وقت تک مرتبۂ نبوت و رسالت پر فائز نہیں فرمایا جب تک ان سے اپنی توحید، سرکار ختمی مرتبتؐ کی رسالت، اور آئمہ اہل بیتؑ کی ولایت کا اقرار نہیں لے لیا۔

اب ارباب عقل و انصاف خود ہی بتائیں۔ کہ اگر کوئی شخص بظاہر انبیاء کی نبوت کا اقرار تو کرتا ہے۔ مگر ان آئمہ اطہارؑ کی امامت کا انکار کرتا ہے۔ جن کے طفیل انبیاء کو خلعتِ نبوت عطا ہوئی تھی۔ تو اس کے اس اقرار کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟ اسی لئے جناب سرور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو میرے اوصیاء کی امامت کا انکار کرے گا وہ اس شخص کی مانند ہے جو تمام انبیاء کی نبوت کا منکر ہے۔ جیسا کہ اس قسم کی متعدد روایات رسالہ میں درج ہیں۔ اور بعض سابق بحار الانوار میں موجود ہے چونکہ یہ بزرگوار ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ اس لئے بعض کا اقرار اور بعض کا انکار متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر معصومین علیہم السلام نے فرمایا ہے۔ من انکر واحداً منا فقد انکر کلنا جو ہم میں سے کسی ایک کا انکار کرے وہ ایسا ہے۔ جیسے اس نے ہم سب کا انکار کیا ہو (ملاحظہ ہو بحار الانوار و بصائر الدرجات وغیرہ) مخفی نہ رہے کہ ان احادیث میں منکر امامت آئمہؑ کو جو منکر انبیاء کی مثل قرار دیا گیا ہے اس سے بظاہر آخرت میں سزا کے سلسلہ میں مشابہت مراد ہے نہ کہ دنیا میں ظاہری حکم نجاست وغیرہ کیونکہ عند المشہور خصوصاً متاخرین کے نزدیک منکرین امامت آئمہ علیہم السلام پر اسلام کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ فقط فتأمل نیز اس بیان حقیقت ترجمان سے یہ حقیقت بھی واضح و عیاں ہو جاتی ہے کہ چہار امامی ہوں یا ہشت امامی وغیرہ ہمارے نزدیک یہ اور تمام آئمہؑ کی امامت کے منکر ایک جیسے ہیں۔

فی قتلۃ الانبیآء وقتلۃ الائمۃ المعصومین انھم کفار مشرکون مخلدون فی اسفل درک

انبیاء برحق اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے قاتلوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ لوگ کافر اور مشرک ہیں جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں دائمی عذاب الٰہی میں گرفتار رہیں گے۔

اہل بیت رسولؐ کے ساتھ امت کا سلوک

مگر افسوس بجائے اس کے کہ امت رسولؐ آئمہ اہل بیتؑ کی خلافت و امامت کو تسلیم کر کے ان سے رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کرتی اور نجات دینی کے اسباب مہیا کرتی۔ الٹا اس نے اہل بیت رسولؐ پر مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھانے شروع کر دیئے اور ان کی شمعہائے حیات کو گل کرنا شروع کر دیا اور ان پر اس قدر ظلم و ستم کئے کہ جناب سیدہ عالم سلام اللہ علیہا کو کہنا پڑا ہے۔

صبت علی مصائب لو انھا ۔ صبت علی الایام صرن لیالیا

اور سردار اہل بیتؑ نے مصائب و شدائد کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔ ادی تراثی نھباً دفی العین قذی دفی الحلق شجیً (بحوالہ خطبہ) میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث (خلافت) لوٹی جا رہی تھی (شدت رنج و تکلیف کی وجہ سے میری یہ کیفیت تھی کہ جیسے) آنکھوں میں کانٹا اور حلق میں ہڈی اٹکی ہوئی ہو۔ جناب امام زین العابدینؑ نے تو مظالم امت سے متاثر ہو کر یہاں تک فرمایا ہے

اقاد ذلیلاً فی دمشق کاننی ۔ من الزنج عبد غاب عنہ نصیر (نفس المہموم)

مجھے شام میں اس طرح ذلت کے ساتھ پھرایا جا رہا ہے جیسے کسی حبشی غلام کو پھرایا جاتا ہے جس کے یار و انصار غائب ہوں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خود باعلام الٰہی ان تمام مصائب و نوائب کا علم تھا جو ان کی عترت اطہار پر وارد ہونے والے تھے۔ انہوں نے ان حالات کی ان کو اطلاع بھی دے دی تھی۔ اور ان کو صبر و شکیبائی اختیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ کنز العمال ج ۶ ص ۱۸ خصائص کبریٰ سیوطی ج ۲ ص ۴ صواعق محرقہ ص ۱۴۳ پر مرقوم ہے۔ یہ الفاظ خصائص کے ہیں۔ اخرج الحاکم و ابو نعیم عن ابن مسعود، خرج الحاکم عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ انا اھل بیت اختار اللہ لنا الاخرۃ علی الدنیا وان اھل بیتی سیلقون بعدی بعدی قتلاً و تشریداً۔ فرمایا ہم وہ خانوادہ ہیں کہ خدا نے ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو اختیار فرمایا ہے۔ میرے اہل بیتؑ میرے بعد آزمائش مصیبت و جلا وطنی وغیرہ مصائب سے دو چار ہوں گے اور جناب امیر المومنینؑ کو خصوصی وصیت فرمائی تھی کہ ان جانگسل حوادث و سوانح میں صبر و شکیبائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور تلوار نہ اٹھائیں۔ چنانچہ مدارج النبوۃ رکن رابع ص ۳۲۹ و روضۃ الاحباب ج ۱ ص ۵۵۹ پر مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت امیرؑ کو فرمایا۔ اے علیؑ اول کسے کہ بر لب کوثر بمن رسد تو باشی۔ عبادت من بسیاری

من النار ومن اعتقد بهم غیر ما ذکرناه فلیس عندنا من دین الله فی شیء۔

جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے، جو شخص اس کے علاوہ کچھ اور عقیدہ رکھے، وہ ہمارے نزدیک دین خدا سے کچھ بھی حصہ نہیں رکھتا۔

مکروہات چند خواہد رسید باید کہ دل تنگ نگردی و دست در عروۂ وثقیٰ صبر زدہ طریق صبر پیش گیری و چوں بینی کہ دنیا مرتبی و مختار خلق گردد باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔ یا علیؑ! تم سب سے پہلے حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچو گے۔ میرے بعد تمہیں بڑے مصائب و آلام در پیش آئیں گے ان سے دل تنگ نہ ہونا اور نہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا اور جب دیکھو کہ لوگوں نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے تم آخرت کو اختیار کرنا۔

حضرت کے جنگ نہ کرنے کی وجہ

وفاتِ رسولؐ کے بعد ابتدائی دور میں اگرچہ ان خاندان پر رنج و الم کے کوہ گراں ڈھائے گئے۔ مگر سردارِ اہلبیتؑ نے کبھی بھی دامن صبر کو ہاتھ سے نہ دیا اور تلوار نہ اٹھائی اس کا ایک بڑا سبب آنحضرتؐ کی یہی وصیت تھی۔ جس کی پیروی آنجنابؑ پر لازم تھی۔ اور دوسرا سبب وہ تھا جس کا ذکر آپ کے کلام (نہج البلاغہ) میں بار بار آیا ہے کہ اس وقت دین کی بقا آپ کے جنگ نہ کرنے میں مضمر تھی۔ اگر آپ اس وقت تلوار اٹھاتے تو مرکز اسلام خانہ جنگی کا شکار ہو جاتا اور دشمنان اسلام کو اس کی بیخ کنی کرنے کا بہترین موقعہ ہاتھ آ جاتا۔ ظاہر ہے کہ حضرت امیرؑ جیسے محبِ اسلام کے لئے ایسا موقع فراہم کرنا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا اس محافظِ اسلام نے بقائے دین کی خاطر سب مصائب و آلام سہے مگر جنگ نہ کی۔ تفصیل کیلئے ... کی طرف رجوع کیا جائے۔

حضرت علیؑ سے جنگ کرنا رسول اسلامؐ سے جنگ کے مترادف ہے

چونکہ جناب امیر علیہ السلام بنصِ قرآن نفسِ رسولؐ ہیں (وانفسنا وانفسکم) اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک ... جو سلوک کیا جائے گا وہی سلوک دوسرے کے ساتھ متصور ہوگا۔ اس کی مزید تائید ان احادیث نبویہ سے ہوتی ہے جو کتب فریقین میں موجود ہیں جن میں سے بعض قبل ازیں رسالہ میں بھی مذکور ہیں۔ یہاں بالاختصار مزید دو چار روایات کتب اہل سنت سے پیش کی جاتی ہیں۔ صواعق محرقہ صفحہ ... طبع جدید نیز تاریخ الخلفاء صفحہ ... طبع جدید میں ... آنحضرتؐ کی یہ احادیث مرقوم ہیں۔ من سب علیاً فقد سبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی۔ علی مع القرآن والقرآن مع علی۔ جس نے علیؑ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے علیؑ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں، اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہاں تک کہ حوض کوثر پر ... آنحضرتؐ سے منقول ہے فرمایا من آذی علیاً فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ۔

جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی (مشکوٰۃ ص۵۶۸ صواعق محرقہ ص۱۲۳ وغیرہ کتب میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد موجود ہے۔ قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم جناب نے پنجتن پاکؑ کے حق میں فرمایا جو ان سے جنگ کرے گا اس کی مجھ سے جنگ ہوگی اور جو ان سے صلح کرے گا اس کی صلح مجھ سے ہوگی۔

مگر افسوس امت نے ان ارشادات نبویؐ کی اس طرح تعمیل کی کہ قریباً اسی نوے برس تک منبروں پر حضرت علیؑ پر سب وشتم کیا۔ چنانچہ کتب سیر و تواریخ اس واقعہ ہائلہ کے ذکر سے لبریز ہیں۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۲۳ طبع جدید مصر پر لکھا ہے۔ کان بنو امیۃ یسبون علی بن ابی طالب فی الخطبۃ۔ بنی امیہ خطبوں میں حضرت علیؑ پر سب وشتم کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مولانا شبلی نعمانی ایسے متعصب مورخ نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ وہ سیرت النبیؐ ج۱ ص۶۶ پر لکھتے ہیں۔ حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی جنہوں نے پورے ۹۰ برس سندھ سے ایشیائے کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہؑ کی توہین کی۔ اور جمعہ میں سر منبر حضرت علیؑ پر لعن کہلوایا۔ سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں۔ حالانکہ پیغمبر اسلامؐ کی یہاں تک تنبیہ و وعید موجود تھی۔ من سب اھل بیتی فقد خرج من الاسلام ومن اذانی فی عترتی فعلیہ لعنۃ اللہ (صواعق محرقہ ص۱۲۳ طبع قدیم) جو شخص میرے اہل بیتؑ پر سب وشتم کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور جو شخص مجھے میرے اہل بیت کے بارے میں اذیت دے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔

قاتلین انبیاءؑ و آئمہؑ کا کفر

اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ ان کے ساتھ جنگ و جدال کی گئی۔ اور شمشیر جفا یا زہر دغا سے ان کی شمعہائے حیات کو گل کیا گیا۔ قرآن مجید میں عام مومن کے قتل کی سزا۔ دائمی عذاب جہنم قہر و غضب خداوندی اور لعنت ایزدی میں گرفتاری قرار دی گئی ہے ارشاد قدرت ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما (پ۵ س نساء ع۱۲) ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ گناہ و جرم کی نوعیت زمان و مکان اور افراد و اشخاص کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے جس کی تفصیلات میں جانے کی یہاں گنجائش نہیں۔ بنا بریں انبیاء و آئمہؑ کے قتل کی نوعیت عام اہل ایمان کے قتل سے یقیناً جداگانہ ہوگی۔ اسی لئے شریعت مقدسہ میں قتل نبیؑ و امامؑ کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا قاتل نبی و امام اگر اس جرم شنیع کے ارتکاب سے پہلے نام نہاد مسلمان بھی ہو تو بعد ازاں مرتد فطری بن جائے گا اور اگر توبہ کرے تو بوجہ ارتداد و عدم توفیق اس کی توبہ کے قبول ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ الموفق۔

افضلیت جناب سیدۂ زنان عالمیانؑ

کتب فریقین میں متعدد ایسی روایات معتبرہ موجود ہیں۔ جن سے جناب مخدومۂ کونین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

کی تمام عالمین کی عورتوں پر افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ بعض احادیث میں وارد ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ میری بیٹی فاطمہؑ تمام جنت والی عورتوں کی سردار ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۹۔ صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۵ طبع جدید) بعض روایات کے الفاظ یہ ہیں۔ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین۔ میری بیٹی فاطمہؑ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (ارجح المطالب بحوالہ مستدرک حاکم)، کتاب الشرف المؤبد لآل محمد مطبوعہ مصر میں یہ تتمہ بھی مروی ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ میری بیٹی تمام زنان عالمین کی سردار ہے تو بعض صحابہ نے عرض کیا فاین مریم بنت عمران یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ اگر آپ کی دختر نیک اختر تمام زنان عالم کی سردار ہیں تو پھر جناب مریم بنت عمران کیا ہوئیں؟ (جن کے متعلق ارشاد قدرت ہے۔ ان اللہ اصطفاک وطھرک واصطفاک علی نساء العالمین) فرمایا ھی سیدۃ نساء عالمہا وانتی سیدۃ نساء العالمین من الاولین والاخرین۔ وہ جناب مریم فقط اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔ مگر میری بیٹی تمام اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اسی طرح متعدد روایات کتب فریقین میں مروی ہیں جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ مخدومہ کونین نساء العالمین سے افضل و برتر ہیں۔ جیسے آنحضرتؐ کا یہ ارشاد واقعی فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ (مشکوٰۃ وغیرہ) میری بیٹی فاطمہؑ تمام زنان جنت کی سردار ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان جنت میں جانے والی عورتوں میں جناب حواؑ و مریمؑ و آسیہؑ وغیرہا من خیرۃ النساء بھی داخل ہیں۔ اور ان سب کی سردار جناب سیدہؑ ہیں۔ بعد ازیں بھی بعض معاندین کا بعض ازواج رسولؐ کو جناب سیدہؑ کے بالمقابل پیش کرنا یا ان کو حضرت سیدہؑ عالم سے افضل قرار دینا خدا اور رسولؐ کی تکذیب اور اپنی ناصبیت و خارجیت کا مظاہرہ نہیں تو اور کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ زنان عالم تو بجائے خود سرکار دو عالم کے ارشاد لو لم یکن علیؑ لما کان لابنتی فاطمۃ کفو آدم ومن دونہ (بحار الانوار ارجح المطالب بحوالہ کتب متعددہ) سے تو یہ مترشح ہوتا ہے کہ انبیاء سلف بھی مقام فضیلت میں جناب سیدہؑ کے بالمقابل نہیں ٹھہر سکتے۔ الغ یہیں یہ احادیث کہ جناب سیدہؑ کی خوشنودی خدا و رسولؐ کی خوشنودی ہے۔ اور ان کی ناراضی خدا اور رسولؐ کی ناراضی ہے۔ یہ تمام احادیث برادران اسلامی کی کتب صحاح ستہ کے ابواب مناقب اہل بیت النبیؐ میں مذکور ہیں۔ لہٰذا ان احادیث کی صحت میں کوئی مسلمان شک نہیں کر سکتا۔ یہ احادیث جہاں عمومی طور پر جناب سیدہؑ عالم کی عظمت شان و

جلالتِ مکان پر دلالت کرتی ہیں۔ وہاں ان سے خصوصی طور پر ان کی عصمت و طہارت پر بھی خاص روشنی پڑتی ہے۔ علاوہ آیتِ تطہیر اور دیگر ادلۂ طہارت کے یہ احادیث بجائے خود اس معصومہ کی عصمت و طہارت کی ایک مستقل دلیل ہیں۔ کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس ذات کی ہر حال میں خوشنودی خدا اور رسولؐ کی خوشنودی اور ناراضی ہر حال میں خدا اور رسولؐ کی ناراضی ہو۔ یہ شرف سوائے معصوم ذات کے کسی اور کے لئے ممکن نہیں ہے۔ یہ معصوم ہی کی شان ہے۔ کہ جس کا ہر حال میں ہر قول و فعل منشائے خدا و رسولؐ کے عین مطابق ہو۔

مسئلہ فدک پر مختصر تبصرہ

مگر افسوس امتِ رسولؐ نے اس معصومہ بی بی کی قدر نہ کی۔ آیتِ مبارکہ وآت ذی القربیٰ کے نزول کے بعد جناب رسولِ خداؐ نے فدک جناب سیدہؑ کو مرحمت فرما دیا تھا۔ جیسا کہ در منثور ج ۴ ص ۱۷۷، شرح مواقف ص ۷۳۵، صواعق محرقہ ص ۲۱، کنز العمال ج ۲ ص ۱۵۸، مستدرک الحاکم ص ۳۹۶ میں مذکور ہے مگر بخاری و مسلم وغیرہ کی روایات شاہد ہیں۔ کہ جب جناب سیدہؑ عالم نے مسلمانوں کے پہلے خلیفہ کے دربار میں اپنا قضیہ ہبۂ فدک پیش کیا۔ تو دربارِ خلافت سے نفی میں جواب ملا۔ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۸۶ ذیل آیت فئے پر لکھا ہے کہ خلیفہ نے کہا۔ لا اعرف صحۃ قولک بی بی! تیرے دعویٰ کی صداقت معلوم نہیں (کتاب الاکتفاء مولفہ ابراہیم بن عبداللہ یمنی میں جو ما نقل عنہ) کی روایت کے مطابق بی بی عالم نے اپنے دعویٰ کی صداقت پر جناب علی مرتضیٰؑ، حسنین شریفینؑ اور جناب ام ایمن کو بطور گواہ پیش کیا۔ مگر عدالت نے حسنینؑ کو نابالغ، ام ایمن کو عورت اور علی مرتضیٰؑ کو سیدہؑ کا شوہر ہونے کی وجہ سے ان کی شہادتوں کو مسترد کر دیا۔ (کذا فی الصواعق ص ۲۱ والملل تفاوت یسیر) بلکہ جناب سیدہؑ نے وہ وثیقہ بھی پیش کیا جو آنحضرتؐ نے ان کو ہبۂ فدک کے وقت لکھ کر دیا تھا۔ مگر اسے بھی قبول نہ کیا گیا (ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ رکن ۴ ص ۲۴۱ طبع نولکشور، حبیب السیر ج ۱ ص ۳۰ روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۱۶۱ وغیرہ) جس پر جناب سیدہؑ عالم نے اتمام حجت کے لئے اپنے دعویٰ کا عنوان بدل دیا۔ فرمایا اگر بطور ہبہ فدک مجھے نہیں دیتے تو بطور میراث ہی دے دو۔ کیونکہ میں بنتِ رسول ہونے کی وجہ سے ان کی واحد

وارث ہوں۔ مگر دربارِ خلافت والے جنہوں نے کل حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ بلند کیا تھا آج ایک جعلی حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکنا فہو صدقۃ کا سہارا لے رہے تھے۔ اور جنابِ سیّدہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین وغیرہ آیاتِ قرآنیہ تلاوت کر رہی تھیں۔ اہلِ دربار کا یہ رویہ اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ ان کا پہلا نظریہ غلط تھا۔ بلکہ اس سے صاف صاف عیاں ہو رہا تھا کہ ان کا کوئی اصول ہے ہی نہیں۔ جب احادیث کو اپنے خلاف پایا تو حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ بلند کر دیا۔ اور جب دیکھا قرآن سے مطلب برآری نہیں ہوتی تو احادیث (اگرچہ وضعی ہی کیوں نہ ہوں) کا سہارا لے لیا۔ بہر حال بخاری شریف پ ج ۲ ص۱۹ طبع دہلی کے الفاظ یہ ہیں ابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئا۔ ابوبکر نے کچھ بھی دینے سے صریح انکار کر دیا۔ اس سے جنابِ سیّدہ کو اس قدر اذیت و کوفت ہوئی کہ فوجدت ای غضبت علی ابی بکر وھجرتہ ولم تتکلمہ حتی توفیت۔ جنابِ سیّدہ ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور ان سے سلسلۂ کلام وغیرہ ترک کر دیا اور تا زیست اس پر قائم رہیں۔ اس روح فرسا حادثے سے جنابِ سیّدہؑ کو کس قدر رنج و الم پہنچا۔ اس کا کچھ اندازہ آپ کے اس دردناک شعر سے ہوتا ہے جو آپ نے اپنے بابائے بزرگوار کو مخاطب کر کے کہا۔ شعر

SIBTAIN.COM

صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیالیا

بابا مجھ پر اس قدر مصائب و آلام ڈھائے گئے کہ اگر یہ مصائب دنوں پر پڑتے تو وہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ حتیٰ کہ بی بی عالمؑ اسی صدمہ میں رو رو کر اور گھل گھل کر آنحضرتؐ کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد بروایتے ۷۵ اور بروایتے ۹۵ روز زندہ رہ کر انتقال فرما گئیں۔ و بخاری اور مسلم ج ۲ ص۹۱ میں لکھا ہے کہ فلما توفیت دفنھا زوجھا علی لیلا ولم یؤذن بھا ابابکر۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علیؑ نے ان کو رات کے وقت دفن کیا اور ابوبکر کو اطلاع نہ دی۔ روضۃ الاحباب ص۲۲۳ پر لکھا ہے۔ ودفن دیگر ابوبکر صدیق و عمر فاروق

باب الاعتقاد فی آباء النبیؐ

قال الشیخ اعتقادنا فیهم انهم مسلمون من آدم الی ابیه

اُنتالیسواں باب (حضرت رسول خداؐ کے آباء و اجداد کے متعلق اعتقاد)

جناب شیخ ابوجعفرؒ فرماتے ہیں کہ ان بزرگوں کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرتؐ کے والد جناب عبداللہ تک سب کے سب مسلمان اور موحد تھے۔

یا علی کرم اللہ وجہہ معاتب ہی کردند کہ چوں مارا خبر نکردی تا شرف نماز بروے دریافتمی۔ علی عذر گفت بنا بر وصیت او چنین کردم یعنی دوسرے روز ابوبکر و عمر صاحبان نے حضرت علیؑ سے شکایت کی کہ آپ نے ہمیں جناب سیدہؑ کی وفات کی اطلاع کیوں نہ دی، تاکہ ہم نماز جنازہ کا شرف حاصل کرتے۔ حضرت علیؑ نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ان کی وصیت کے مطابق ایسا کیا ہے۔ ارباب انصاف بتائیں کہ جن لوگوں سے دختر رسولؐ اس قدر ناراض و نالاں ہو کر دنیا سے تشریف لے جائیں کہ ان کو اپنی نماز جنازہ میں خبر تک نہ کرنے کی وصیت فرمائیں۔ ان کا انجام کیا ہوگا؟ بالخصوص جب کہ ان کے سامنے آنحضرتؐ کی وہ فرمائشات بھی موجود ہیں جو آپ نے جناب سیدہؑ کے حق میں فرمائی تھیں جو کہ بخاری وغیرہ میں موجود ہیں کہ فاطمة بضعة منی من اغضبها فقد اغضبنی ومن آذاها فقد آذانی۔ پھر خدا و رسولؐ کو اذیت دینے والوں کے متعلق یہ تہدید الٰہی بھی پیش نظر ہے کہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنهم اللہ فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا مهینا (پ ۲۲ س احزاب ع ۷)

واقعہ فدک وغیرہ پر مولوی نذیر احمد دہلوی کا تبصرہ

یہاں مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی حنفی مترجم قرآن کا وہ تبصرہ نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے جو انہوں نے اپنی کتاب رویائے صادقہ ص۲۱۲ طبع چہارم میں وفات رسول خداؐ کے بعد اہلبیت نبوی کے ساتھ امت رسولؐ کے ناروا سلوک پر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ پیغمبر صاحب کی وفات سے متاثر ہوا وہ جناب فاطمہؑ تھیں والدہ پہلے انتقال فرما چکی تھیں، اب ماں اور باپ دونوں کی جگہ پیغمبر صاحب صلعم تھے اور باپ بھی کیسے باپ دین و دنیا کے بادشاہ ایسے باپ کا سر سے اٹھ جانا اس پر حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا نمک پر جراحت کہ چوری باغ فدک کا دعوے کرنا اور مقدمہ ہار جانا کسی دوسرے کو ایسے پیہم صدمات پہنچتے تو وہ زہر کھا کر مر جاتا۔ مگر ان کے صبر و ضبط ان کے ہی ساتھ تھے پھر بھی ان رنجوں میں گھل گھل کر چھ ہی مہینے کے اندر اندر انتقال فرما گئیں اور جتنے دن زندہ رہیں ان لوگوں سے جنہوں نے رنج دیئے تھے نہ بولیں اور نہ بات کی یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنے

عبد اللّٰہ وان اباطالب کان مسلماً وامّہ امنۃ بنت وھب کانت مسلمۃ وقال النبیؐ اخرجت	اسی طرح حضرت ابوطالب مسلمان تھے اور جناب رسولِ خدا کی والدۂ گرامی حضرت آمنہؑ بنت وہب بھی مسلمان تھیں جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں۔

جنازہ پر آنے کی منا ہی کر دی اور شب کے وقت مدفون ہوئیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ہا ں اگر ان کا غصہ کسی قدر بے جا بھی تھا و معاذ اللہ، تاہم وہ ان کے باپ کے حقوق کیا چاہتے تھے۔ جناب فاطمہ کے دل غمزدہ کو خوش کرنے کے لئے جناب علیؑ کو اگرچہ اہل بھی وہ تھے بر اے نام خلافت دے دی ہوتی اور آپ انتظام کیا ہوتا خیر خلافت ترک کر دیتا مگر باغ فدک کے دینے میں تو کوئی قباحت نہ تھی فاتیمانی الباب حدیث شریف نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ کے خلاف ہوتا اگر کوئی وجہ ہوتا تو جناب فاطمہ کو ہبہ کر دہ سیدانی ہو کر صدقہ کھاتیں سخت افسوس کی بات ہے کہ اہلبیت نبوی کو پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد ہی سے ایسے ناملائم اتفاقات پیش آئے کہ ان کا جو ادب اور لحاظ ہونا چاہیے تھا اس میں ضعف آگیا اور وہ شدہ شدہ منجر ہوا اس ناقابل برداشت واقعہ کربلا کی طرف جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے وہ ایسی ہولناک حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے کہ اگر کوئی پوچھے تو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہیں۔ انتہیٰ کلامہ

اُنتالیسواں باب اسلام آباءِ النبیؐ والوصیؑ کا بیان

مسئلہ اسلام آباءِ النبیؐ میں اختلاف

اس مسئلہ میں مسلمانوں کے اندر اختلاف عظیم پایا جاتا ہے۔ اکثر اہلسنت والجماعت انبیاء کے آباء و اجداد کے کفر کے قائل ہیں۔ اور وہ اس مسئلہ میں مختلف اقاویل فاسدہ و تاویلات کاسدہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بالخصوص جناب رسالتمآبؐ کے والدین شریفین اور جناب رسالتمآبؐ کے والد ماجد کے کفر صریح کے قائل ہیں۔ جیسا کہ فقہ اکبر مع شرح ق پر مذکور ہے وماتَ والد رسول اللّٰہ علی الکفر ومات ابوطالب علی الکفر یعنی جناب رسولؐ خدا کے والدین اور جناب ابوطالب کی بحالت کفر وفات ہوئی (معاذ اللہ)، اسی طرح دیگر کتب میں ان کے ہاں اس امر کی تصریحات موجود ہیں مگر حضرات شیعہ خیر البریہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کے والدین جناب علی مرتضیٰؑ کے والد ماجد بلکہ آدمؑ تک ان کے تمام آباء و اجداد صحیح مسلم و مومن بلکہ بعض انبیاء اور بعض اوصیاء تھے۔ اسی طرح امہات کا سلسلہ بھی مسلمات بلکہ ... مومنات موحدات پر مشتمل ہے اور تمام انبیاء کے والدین